بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب نبی ﷺ حب امت

حب النبی ﷺ مہم، بموقعہ: ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

حب نبی ﷺ:

ربیع الاول کا مہینہ انسانیت سے محبت کرنے والے محمد عربی ﷺ کی پیدائش کا مہینہ ہے، خصوصا اس مہینے میں ہمیں آپؐ کے پیغام کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے ساری دنیا میں کمزوروں، غریبوں، عورتوں اور بچوں پر مظالم کا سلسلہ جاری تھا، انسانیت سسک رہی تھی، کوئی ان پر ترس کھانے والا نہیں تھا، ہر کوئی انھیں لوٹنے میں لگا ہوا تھا، ان مظالم کو دیکھ کر بے چین ہوجاتے تھے اور حتی المقدور اس کے روک تھام کی کوشش فرماتے۔

نبوت مل جانے کے بعد آپ نے اللہ تعالی کی رہنمائی میں انسانیت سے محبت کا باقاعدہ آغاز کردیا۔

سب سے پہلے آپ نے انسانوں کو بتایا کہ تم میں کوئی بڑا چھوٹا نہیں، اللہ کی نظر میں سب یکساں ہیں، سب سے بڑا وہی ایک اللہ ہے، میں اللہ کا رسول ہوں، میں بھی اللہ کی عبادت کرتا ہوں، میں تمام انسانوں سے محبت کرتا ہوں، اللہ کا پیارا وہ ہے جو اللہ کی مخلوق سے محبت کرے۔

الخلق عیال اللہ:

حب نبی یعنی رسول اللہ ﷺ سے محبت ہر مومن کے لیے فرض اور ایمان کا حصہ ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "النبی اولی بالمومنین من انفسھم".

مومنوں کی جان سے بھی زیادہ عزیز وقریب ان کے لیے نبی ہیں۔ (احزاب: ۶)

نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: "لايؤمن أحدكم حتى أكون حب اليه من والده و لده و الناس أجمعين". (بخاری: ۱/ ۱۲)

تم میں کوئی بھی شخص اس وقت تک صحیح مومن نہیں ہوسکتا، جب تک میں ان کے نزدیک ان کے باپ، بچے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

"النبی اولی بالمؤمنین" کی تفسیر میں ابن کثیر نے بخاری کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "تمام مومنوں کا زیادہ حقدار دنیا اور آخرت میں خود ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ میں ہوں، اگر تم چاہو تو پڑھ لو "النبی اولی بالمومنین" سنو! جو مسلمان مال چھوڑ کر مرے اس کا مال تو اس کے وارثوں کا حصہ ہے اور اگر کوئی مرجائے اور اس کے ذمہ قرض ہو یا اس کے چھوٹے چھوٹے بال بچے ہوں، تو اس قرض کی ادائیگی کا میں ذمہ دار ہوں اور ان بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہے۔ "ما من مؤمن الا و أنا أولى به في الدنيا و الآخرة، اقرؤوا ان شئتم: "النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم" (الأحزاب: ٦) فأيما مؤمن مات، أو ترك مالا فليرثه عصبته من كانوا، و من ترك دينا، أو ضياعا، فليأتني، فأنا مولاه". (بخاری: ۳/ ۱۱۸)

جیسے نبی سے محبت ضروری ہے، ایسے نبی کے کام سے محبت کرنا اور وہ کام کرنا بھی فرض ہے، کیوں کہ پوری خلقت اللہ کا کنبہ ہے، جو امت کا نہیں وہ اللہ کا نہیں۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حب النبیؐ کا تقاضہ حب الامت ہے۔

ایک دوسری آیت میں اسی بات کو وضاحت سے بیان کیا:

اللہ کا فرمان ہے: "لقد جاء كم رسول من أنفسكم ،عزيز عليه ماعنتم، حريص عليكم، بالمؤمنين رؤوف رحيم". (توبہ: ۱۲۸)

بیشک آیا تمھارے پاس تم میں سے ہی ایک رسول، جس پر تمھاری تکلیف بہت گراں گزرتی ہے، تمھاری بے انتہا چاہت ہے اور مومنین کے ساتھ بڑے نرم دل اور کرم فرما ہے۔ یعنی مومنین کی تکلیف پر تڑپ جانا، ان کی سہولت اور فکر کے لیے بے چین رہنا اور ان کے لیے اپنے دل میں مخلص نرم گوشہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کی صفت تھی۔

حب نبیؐ حب امت:

حب النبی ﷺ آج حب الامت ہے، نبی سے محبت ہے تو امت سے محبت ہونا لازمی ہے مسلمانوں کی خبر گیری، خیر خواہی اور دستگیری اُس محبت کے اظہار کے مواقع ہیں، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الدين النصيحة" دین فقط خیر خواہی کا نام ہے، تو صحابہ نے پوچھا: کس کے لیے یارسول اللہ! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لله، و لرسوله، و لأئمة المسلمين، و عامتهم". (بخاری: ۱/ ۲۱)

نصیحت اور خیر خواہی کا مطلب ہے ان تمام چیزوں کے بارے میں غور وفکر کرنا جن کی ضرورت ہو، ان سے خیر پہنچ سکتا ہو اور اس کی تدبیر میں مخلص ہو۔ (حاشیۃ البخاري: ۱/۲۱)

سیرت النبیؐ اور امت کی فکر:

جب کوئی مریض آپؐ کی خدمت میں لایا جاتا تو آپؐ بیقرار ہوجاتے اور فرماتے: "أذهب البأس رب الناس! اشف أنت الشافي، لا شفاء إلا شفائک، شفاء لایغادر سقما". (بخاری: ۷/۱۲۱) اے شفا بخشنے والے پروردگار! اس بندے کو ایسی شفا دے جس کے بعد کوئی بیماری نہ رہے۔

دورِ جاہلیت کی طرف:

آج زمانہ لوٹ کر پھر سے جاہلیت کی طرف آ گیا ہے، جو حالات جاہلیت کے تھے، شکل بدل کر آج وہی حالات ہمارے سامنے کھڑے ہیں، ماحولیات کا بگڑنا، خاندانوں کا ٹوٹ کر بکھرنا، انسانیت کا ختم ہوجانا، چھوٹی چھوٹی باتوں کو لے کر آپس میں لڑنا، بچیوں کی پیدائش پر چہرے کا کالا ہونا، انسانی خون کی ارزانی، قتل و غارت اور نسل کشی میں بے خوفی، وراثت کو ہڑپنا، دوسروں کا حق دبالینا، بے حیائی وعریانیت، انسانی عزت کے ساتھ حیوانیت، مجرم پیشہ لوگوں کی بالادستی، دورِ جاہلیت کی طرف پھر سے انسانوں کو منظّم سازش کے تحت دھکیل دیا گیا ہے۔

اجتماعی تقوی کا فقدان:

دور حاضر میں امت مسلمہ کے دل سے اجتماعیت کا جذبہ مفقود ہوتا جا رہا ہے، اجتماعی تقوی کی جگہ انفرادی عبادات کو ہی مکمل دین سمجھا جا رہا ہے۔

عبادات، احکامات اور سنن میں اجتماعیت کی روح کو قائم رکھا گیا ہے، نماز با جماعت کا حکم اجتماعیت کو قائم رکھنے کے لیے ہے، روزہ کی فرضیت بھوک کی تکلیف کو محسوس کرنے اور بھوکوں سے محبت کرنے کے لیے ہے، زکوۃ، مالداروں سے مال لے کر غریبوں کو دینے میں بھی اجتماعیت کا فروغ ہے۔

مگر آج بقول علامہ اقبال "رہ گئی رسم اذان، روح بلالی نہ رہی" کی طرح عبادات رہ گئی اور ان کی روح مسلمانوں کے دلوں سے نکل گئی ہے اور دکھ کی بات یہ ہے کہ دین ہی کے نام پر مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جا رہا ہے، مسجد کے لیے جھگڑا، نماز کے مسائل پر جھگڑا، رویت ہلال کے نام پر جھگڑا، جنت کے حصول کے نام پر جھگڑا، حب النبیؐ کے نام پر جھگڑا، توحید کے نام پر جھگڑا، ان جھگڑوں نے مسلمانوں کے ذہن کو اجتماعی تقوی سے منحرف کر دیا ہے۔

آج ہندستان میں 25 کروڑ مسلمان آباد ہیں؛ مگر آپسی محبت کے فقدان اور آپسی ہمدردی کی سوچ سے خالی ہونے کا نتیجہ ہے کہ اتنی بڑی تعداد پسماندہ اور بد حالی کی شکار ہے، ان حالات میں بھی اجتماعی تقوی کی سوچ مسلمانوں کے دلوں میں کم ہی نظر آتی ہے، مسلمان ایک دوسرے کی تکلیف کو سمجھنے کو حب النبیؐ کا تقاضہ اور اسے دور کرنے کے لیے ہر طرح کی قربانی کو حب النبی کا تقاضہ سمجھیں، ایسی سوچ امت کے ہر فرد کے ذہن میں پیدا کرنا ہے۔

انفرادی تقوی سے اجتماعی تقوی کی طرف:

آج ہمیں انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف آنے کی ضرورت ہے، اجتماعی تقوی پر ہر جگہ بات کرنا ہے، یہ امت کے ہر فرد کو کرنا پڑے گا، جاہلیت کے خاتمے کے لیے اجتماعی تقوی چاہیے، اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی عبادات، جیسے نماز، روزہ، حج، زکات، وغیرہ اور اسلامی احکام، جیسے حلال، وحرام وغیرہ اجتماعی تقوی کے لیے، اسلام اجتماعیت کے لیے، قرآن اجتماعیت کے لیے، باہمی سلام، (ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حقوق) اجتماعی تقوی کے لیے ہے، امت کو انفرادی تقوی نے اجتماعی تقوی سے غافل کر دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہر مرحلے میں اپنی امت کو اجتماعی تقوی کی طرف رہنمائی فرمائی، راستہ دکھایا، ذریعہ بتایا اور سلیقہ عطا کیا اور ہر جگہ اجتماعیت کو فروغ دیا اور فرمایا: **"تم جماعت کے ساتھ رہو؛ کیوں کہ بھیڑیا تنہا رہنے والی بکری کو کھا جاتا ہے"۔ (ابوداود: ۱/۱۵۰)**

ایک حدیث میں فرمایا: "علیکم بالجماعة، و ایاکم و الفرقة". (سنن ترمذی: ۴/۴۶۵)

ایک جگہ فرمایا: "ید الله علی الجماعة، فاتبعوا السواد الأعظم، فانه من شذ شذ في النار". (مستدرک حاکم: ۱/۱۹۹)

قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"یأیها النبي! انا ارسلناک شاهدا و مبشرا، و نذیرا، و داعیا الی الله باذنه، و سراجا منیرا، و بشر المؤمنین بأن لهم من الله فضلا کبیرا، و لا تطع الکافرین و المنافقین، و دع أذاهم، و توکل علی الله، و کفی بالله و کیلا". (احزاب: ۴۵، تا: ۴۸)

اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو "سراجا منیرا" فرمایا "شمسا منیرا" نہیں کہا؛ کیوں کہ چراغ سے چراغ جلتا ہے، سورج سے سورج نہیں، بتدریج روشنی پھیلانا ہمارا کام بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کا تقاضہ بھی، اکیلے ہی جانب منزل بڑھنا ہوگا، تب راہ روآئیں گے اور کارواں بنتا چلا جائے گا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے "أنا خاتم النبيين، و لانبي بعدي" کا اعلان فرمایا تو آپ نے اپنے پس ماندگان کے لیے اپنے جیسے جانشین عطا فرمادیا، ہر صحابی کو اپنی سوچ عطا کی، اپنی بعثت کا مقصد سمجھایا، آپسی محبت میں، مسلمانوں کی خدمت میں، مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سازشوں کو سمجھنے میں، باطل سے مقابلہ کرنے میں، قومی تحفظ میں اور پوری دنیا میں انسانیت کو قائم کرنے میں، آج مسلمانوں کو چراغ نبوت کی پوری روشنی لینے کی ضرورت ہے، یہی حب النبی کا تقاضہ ہے۔

نبیؑ کی امت سے محبت کے مواقع:

رسول اللہ ﷺ کی اپنی امت سے محبت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپ نے ہر بنیادی شعبوں میں تمام صحابہ کو خود کفیل اور ذمہ دار بنایا۔

ایجوکیشن کا اہتمام:

صفہ پر تعلیم دینا، بدر کے قیدیوں کے لیے دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کو فدیہ مقرر کرنا، مسجد سے میدانِ کارزار تک، اور گھر سے ظالم کے دربار تک کے سارے امور کے بارے میں مکمل تعلیم وتربیت کا پورا انتظام کرنا، تاکہ ہر فرد خود کفیل آسمان کے درخشندہ ستاروں کی شکل میں اپنے آپ کو پیش کر سکے۔

معاشی استحکام:

یہ حب الامت ہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بے روزگار مسلمان کو اپنے ہاتھوں سے کلہاڑی میں دستہ لگا کر دیا اور فرمایا: **"جاؤ جنگل میں سے لکڑیاں کاٹ کر زندگی بسر کرو"۔ اور یاد رکھو! کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہے۔** (بخاری: ۲/۱۲۳)

اسباب کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ سے برکت کے لیے یہ دعا بھی فرمائی: "اللهم! بارک لنا في مدنا و صاعنا". (بخاری: ۸/۸۰)

اے اللہ! ہمارے مد وصاع میں برکت عطا فرما۔

سماجی ضروریات کا انتظام:

حب امت کا ہی تقاضہ تھا کہ مدینہ میں پینے کے پانی کا کنواں یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کرنے کی ترغیب دی، جس پر حضرت عثمان غنیؓ نے اس کو یہودی سے خرید کر عام لوگوں کے لیے وقف کردیا۔

عقد مواخات کے ذریعہ بے گھر مہاجرین کے لیے گھر کا انتظام، غریبوں کے لیے کاروبار کا انتظام، غیر شادی شدہ کے لیے نکاح کا انتظام فرمایا۔

تحفظ کی شکلیں سمجھائیں:

حب الامت کا ہی تقاضہ تھا کہ امت کے تحفظ اور اپنے دفاع کے لیے مسلمانوں کو تیر اندازی، شہ سواری، تیز رفتاری اور نیزہ بازی کا درس دیا:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سب سے اچھا تحفہ جو ایک باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے وہ صحیح تعلیم اور اچھی تربیت ہے"۔ (سنن ترمذی: ۴/۳۳۸)

ایک باپ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا بچے کا بھی میرے اوپر کچھ حق ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! بیٹے کا باپ پر حق یہ ہے کہ اس کو لکھنا، تیرنا، تیر اندازی کرنا سکھائے اور اس کو اچھے اخلاق کا حامل بنائے"۔ (سنن کبری: ۱۰/۲۶)

پھر فرمایا: "طاقت ور مومن ضعیف مومن کے مقابلے میں اللہ تعالی کو بہت زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے"۔ (مسلم: ۳/۲۰۵۲)

خود اللہ تعالی کا حکم ہے: "اگر اللہ تعالی بعض کے ذریعے دوسرے بعض لوگوں کا دفاع نہیں فرماتے تو پوری روئے زمین پر فساد برپا ہوجاتا"۔ (بقرہ: ۲۵۱)

حب النبی اور ہندستانی مسلمان:

ہندستانی مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی، معاشی ذبوں حالی، سماجی محرومی، سروں پر چھت نہیں، بدن پر کپڑا نہیں، ان کے حالات کے بدلنے کو ہم دین نہیں سمجھتے ہیں، جب کہ نبی کریم ﷺ کی سیرت ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے، کسی بھی صحابی کا بھوکا پیاسا اور بے گھر رہنا آپ کو بے چین کردیتا تھا، ہمارے دلوں پر آج پچیس کروڑ مسلمانوں کے حالات زار کا کوئی اثر نہیں، جیلوں میں ہزاروں مسلم نوجوانوں کے بارے میں امت کی کوئی سوچ نہیں ہے، ان کے بارے میں سوچنا حب النبی ہے، ان کے کھانے پینے اور پہننے کا انتظام کرنا، ان کے مقدمات کو حل کرانا، ان کو سلاخوں کے پیچھے سے نکالنے کے لیے کام کرنا "حب النبی" کا تقاضہ ہے۔

اللہ کا قیامت میں سوال:

اللہ تعالی قیامت کے دن سوال کرے گا کہ: ''اے آدم کی اولاد! میں بیمار ہوا،تم نے میری عیادت نہیں؟ بندہ کہے گا: یااللہ! آپ رب العالمین ہیں، آپ کی کیسے عیادت کرتا، تو اللہ تعالی فرمائیں گے: میرافلاں بندہ بیمار تھا، اگرتم اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہاں پاتا۔

اے ابن آدم! میں نے تم سے کھانا مانگا تھا،تم نے مجھے کھانا نہیں کھلایا؟ تو بندہ کہے گا: اے پروردگار! آپ کو کیسے کھلاتا آپ تو رب العالمین ہیں؟ تو اللہ تعالی فرمائیں گے: میرافلاں بندہ کھانے کا محتاج تھا، اگرتم اس کو کھلاتے تو وہ میرے پاس پاتے۔

اے آدام کے بیٹے! میں نے تم سے پانی مانگا تھا،تم نے مجھے پانی نہیں پلایا؟ تو بندہ کہے گا: میں کس طرح آپ کو پانی پلاؤں، آپ تو رب العالمین ہیں؟ تو اللہ تعالی فرمائیں گے: میرے فلاں بندے نے تم سے پانی مانگا تھا، اگرتم اس کو پانی پلاتے تو اس کا بدل میرے پاس پاتے''۔(مسلم:۱۲/۴۴۰)

اس حدیث میں غور طلب بات یہ ہے کہ بندہ کی بیماری، بھوک اور پیاس کو اللہ تعالی نے اپنی بھوک، پیاس اور بیماری بتایا ہے، پھر اس کے لیے کام کرنے کا حکم فرمایا ہے، اب کوئی ظلم کا شکار، جیل میں محبوس ہے، فساد کا شکار کیمپ میں لاچار ہے، کوئی حالات کا شکار معاشرہ میں کمزور ہے، کوئی مال کا شکار، ہوسپٹل میں پڑا ہے، کوئی غربت کا شکار، ماحول کا شکار ہے تو کیا ان سب کے بارے میں کل قیامت میں ہم سے سوال نہیں کیا جائے گا؟ اگر کیا جائے گا تو ہم نے اس کی کیا تیاری کی ہے؟

دنیا کے ذریعہ آخرت کمانا:

ہمیں کامیابی دونوں جہاں کی مطلوب ہے، یہ یادرکھیں کہ آخرت کی کامیابی کو دنیا میں حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے، دنیا کو آخرت کی کھیتی، دارالامتحان اور آخرت کی تیاری کی جگہ بنایا ہے؛ اس لیے دنیا کی خوشحالی، عزت وسربلندی اور بالادستی مطلوب ہی نہیں اللہ کا حکم اور نبی ﷺ کی محبت کا تقاضہ بھی ہے، **انسانوں میں برابری، ورواداری، حق وانصاف کا قیام اور برتری، تشخص واسلامی شناخت کی بحالی وبالادستی، پرامن معاشرہ کی تعمیر وتکمیل اور پوری دنیا میں خوف وہراس اور قنوط ویاس سے نجات ورستگاری آج امت محمد ﷺ کا کام، ذمہ داری اور نصب العین ہے، رسول اللہ ﷺ کے ذریعے تمام مسلمانوں کو دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کرنے کی دعا مانگنے کا حکم فرمایا گیا: " ربنا! آتنا في الدنيا حسنة، و في الآخرة حسنة، و قنا عذاب النار". (بقرہ:۲۰۱)**

ناامیدی سے امید کی طرف:

رسول اللہ ﷺ نے امت کو کبھی ناامید نہیں ہونے دیا، اللہ تعالی نے پیارے نبی ﷺ کو حکم فرمایا:'' و بشر المؤمنين بأن لهم من الله فضلا كبيرا، و لا تطع الكافرين، و المنافقين، و دع أذاهم ، و توكل على الله، و كفى بالله وكيلا''. (احزاب:۴۷،۴۸)

سراقہ ابن مالک کو ہجرت کے موقعہ پر امید دلائی کہ کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں ہونگے، حوصلہ بخش زندگی اور خوشحالی کا جذبہ ہمیشہ دلاتے رہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جیسا گمان کرتے ہو، ویسا ہی اللہ تعالی فیصلے فرماتے ہیں''۔(بخاری:۹/۱۲۱)

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ایک سکون بخش اور راحت افزا حوصلہ عطا کیا ہے:''و من يتوكل على الله فهو حسبه''. (طلاق:۳)

''ولا تهنوا ، و لاتحزنوا، و أنتم الأعلون إن كنتم مومنين''. (آل عمران:۱۳۹)

''یہ لوگوں کے لیے ایک پیغام ہے، ہدایت اور نصیحت ہے متقیوں کے لیے، تم ہمت مت ہارو، اور غم مت کرو، تم ہی سربلند اور کامیاب رہوگے، اگر تم سچے پکے مومن بن کر رہوگے''۔(آل عمران:۱۳۹)

ہندستانی مسلمانوں میں یہ احساس جگانا ہے کہ تم اس ملک کے وارث ہو، حقدار ہو، ہمت جٹاؤ، کھڑے ہوجاؤ، زمانہ تمہارا منتظر ہے، تمہارے نبی کی محبت کا تقاضہ ہے، یہ دین ہے، نبی کی محبت تمہارے پاس ہے، تمہارے پاس حق ہے، انصاف کا پیغام ہے، محبت کا سبق ہے، یہ تمہارا دینی فریضہ ہے، اس کے بارے میں اللہ قیامت کے دن ہم سے سوال کرے گا۔ ہم اگر اس پیغام کو نہیں پھیلائیں گے تو کون پھیلائیں گے؟

حب النبی ﷺ حب الامت

آل انڈیا امامس کونسل